فقہ اسلامی میں استصناع کا تصور اور مروجہ اسلامی بنکاری میں اس کا اطلاق

محمد ابو بکر صدیق[1]

Abstract

For an economy production elements are of utmost importance as they produce goods on one hand and generate income for economy on the other hand. However, those productive elements such as agriculture or manufacturing professionals do not always have much money that they may meet their needs in the production process. Modern economic system has only one way of interest based loans which is against the Islamic law. Islamic law provides different modes of financing out of which Istisna is the one mode that facilitate the manufacturing industry. This article discuss the rules, principles and practical implication of it in modern Islamic banking sector.

Key Words: economy production, Islamic law, Islamic banking sector

تمہید

کسی بھی نظام معیشت میں پیداواری عناصر انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، کیونکہ ایک طرف وہ ملکی صارفین کے لیے اشیائے صرف کی ترسیل کرتے ہیں اور دوسری طرف ملکی معیشت کے لیے آمدنی کا باعث بھی بنتے ہیں۔ تاہم اِن پیداواری عناصر جیسے زراعت یا مینوفیکچرنگ کے پیشے سے وابستہ افراد کے پاس ہر وقت اتنی رقم موجود نہیں ہوتی کہ وہ اشیاء کی پیداوار کے عمل میں اپنی مختلف ضروریات کو پورا کر سکیں مثلاً آلات، خام مال خریدنے اور لیبر وغیرہ۔ جدید معاشی و مالیاتی نظام ایسے افراد کو صرف سودی قرض کا ہی واحد طریقہ بتاتا ہے جو خالقِ حقیقی کے ساتھ جنگ کے مترادف ہونے کے علاوہ مختلف انداز میں اُن کے استحصال کا بھی باعث بنتا ہے۔ جبکہ اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے لیکن ساتھ ہی ایسے افراد کی

---

[1]۔ لیکچرر، انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اکنامکس، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے متبادل طریقہ بھی فراہم کرتا ہے، اسلام ایسے افراد کو چند شرائط کے ساتھ اِس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی چیز کو ایڈوانس میں فروخت(Forward Sale) کرکے رقم حاصل کریں اور اپنی ضروریات پوری کریں۔ اگرچہ شریعت مطہرہ کا بنیادی اصول یہی ہے کہ جو چیز فروخت کی جارہی ہو، وہ موجود بھی ہو، فروخت کرنے والا اُس کا مالک بھی ہو اور وہ چیز اُس کے قبضے میں بھی ہو۔ یہ تینوں شرائط بنیادی طور پر اس لئے لگائی گئی ہیں تاکہ فروخت کی جانے والی چیز کے بارے میں کسی قسم کے شکوک وشبہات باقی نہ رہیں اور فریقین میں کسی قسم تنازعے کا کوئی امکان بھی نہ رہے ، اگرچہ ایڈوانس فروخت میں یہ شرائط پوری نہیں ہوتیں، لیکن شریعت نے مقاصدِ شریعت کی روشنی میں اِس کاروباری حاجت کو بہت اہمیت دی اور ایڈوانس فروخت کے دو عقود سلم اور استصناع کو بیع کی اِن تین بنیادی شرائط سے استثنیٰ دے دی۔ کیونکہ اقتصادی امور میں یہ حاجت عمومی طور پر ایسے درجے تک پہنچی ہوئی تھی کہ اگر اس کا خیال نہ کیا جاتا تو انسان کے بہت سارے پیداواری امور میں حرج اور مشقت لازم آتی اور پیداوری عمل کا نظام تہہ وبالا ہو کر رہ جاتا، جبکہ اسلام کا بنیادی منشاء یہ ہے کہ اللہ کے واضح احکام کی موافقت کرتے ہوئے انسان سے حرج اور مشقت کو دور کیا جائے۔ فقہا نے شارع ﷺ کے فرمودات کی روشنی میں ایڈوانس فروخت کا یہ ڈھانچہ کچھ اس طرح ترتیب دیا ہے کہ اس کے تحت سرانجام پانے والا معاملہ شریعت مطہرہ کے اصولوں کے مطابق تکمیل پاتا ہے، نیز یہ معاملہ رِبا، غرر، دھوکہ دہی وغیرہ سے بھی پاک ہوتا ہے اور اس بنا پر کوئی فریق دوسرے کا استحصال نہیں کر سکتا۔ یہ معاملہ کاروبار اور تجارت کی حقیقی ضروریات پر مبنی ہے اور بائع اور خریدار کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اِس مقالہ میں قرآن وسنت اور فقہاء کی آراء کی روشنی میں جدید مالیاتی نظام میں استصناع کی اہمیت، استعمال، شرائط اور دیگر اہم امور سے متعلق سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

استصناع

استصناع ایسے معاملے کو کہتے ہیں جس میں ایک فریق دوسرے فریق (کاریگر/مینوفیکچرر) کو کوئی چیز بنانے کا آرڈر دے اور چیز بنانے میں جو خام مال ضرورت ہو دوسرا فریق (کاریگر/مینوفیکچرر) خود اُس کا اہتمام کرے۔[2] لیکن اگر آرڈر

---

[2]۔ الکاسانی، ابو بکر بن مسعود(۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶، ج۵، ص۲

دینے والے نے خام مال فراہم کیا تو یہ عقد استصناع نہیں کہلائے گا بلکہ یہ اجرت کا عقد بن جائے گا جس میں چیز بنانے والا معین اجرت کے عوض صرف اپنی خدمات فراہم کرے گا۔[3] ماضی بعید میں انسان اپنی مخصوص ضروریات کی تسکین استصناع کے ذریعے کرتا رہا ہے۔اس لیے خاص ضروریات کے پیش نظر استصناع کی اہمیت ہر دور میں رہی ہے، لیکن اسلام سے قبل یہ ایک ایسا معاہدہ تھا جس میں کسی قسم کے اصول وضوابط مقرر نہ تھے اور اگر تھے بھی تو اسلامی فقہی نقطہ نظر سے شریعت سے ہم آہنگ نہیں تھے۔تاہم اسلامی فقہ میں اس کے لیے چند شرائط،اصول اور قواعد وضوابط مقرر کیے گئے،تاکہ انسانی ضروریات کی تسکین بھی ہوتی رہے اور رب کریم کی فرمانبرداری بھی۔ماضی میں استصناع کی ضرورت بڑی حد تک دستکاری، چمڑے کے جوتے اور چمڑے کی دیگر مصنوعات، لکڑی کے کام وغیرہ تک ہی محدود تھی۔ لیکن آج کے جدید دور میں انسانی ضروریات کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ہے، جس میں انفراسٹرکچر، انڈسٹریل پروجیکٹس جیسے فلک شگاف عمارتیں، دریاؤں اور نہروں پر پلوں کی تعمیر، شہروں اور دیہاتوں کے مابین سڑکوں کی تعمیر، ہوائی جہاز، بھاری مشینری، مختلف ملز کا مشینری، بحری جہاز وغیرہ بھی شامل ہیں جن کی تکمیل کے لیے استصناع ہی واحد بہترین ذریعہ ہے۔

استصناع میں استعمال ہونے والی اصطلاحات

جو فریق چیز بنوانے کا آرڈر دیتا ہے اُسے مُستَصنِع کہتے ہیں۔اور جو فریق چیز بناتا ہے اُسے صانع (کاریگر/مینوفیکچرر) کہتے ہیں۔استصناع میں چیز کی جو قیمت ادا کی جاتی ہے اُسے ثمن کہا جاتا ہے۔اور جس چیز کا آرڈر دیا جاتا ہے وہ مصنوع کہلاتی ہے۔

استصناع کی مشروعیت

عقد بیع کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ مبیع فی الحال موجود ہو، لیکن استصناع کے اندر مبیع فی الحال موجود نہیں ہوتی ہے؛لہذا شرطِ مذکور کے مفقود ہونے کی وجہ سے اس عقد کو صحیح نہیں ہونا چاہیے، لیکن حضور ﷺ کے زمانے

---

[3]۔ زحیلی،وہبہ،الفقہ الاسلامی و ادلتہ،دارالفکر،ج۵:ص۳۰۲

سے عرف اور تعامل یہ رہا ہے کہ لوگ عقد استصناع کا معاملہ کرتے رہے ہیں، اس لیے فقہاء نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔[4]

حضور اکرم ﷺ نے اپنے لیے آرڈر پر منبر بنوایا جس سے استصناع کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابو حازمؓ روایت کرتے ہیں:

أَتَى رِجَالٌ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَسْأَلُونَهُ عَنِ المِنْبَرِ، فَقَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلاَنَةَ۔۔۔: أَنْ مُرِي غُلاَمَكِ النَّجَّارَ، يَعْمَلُ لِي أَعْوَادًا، أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ،فَأَمَرَتْهُ يَعْمَلُهَا مِنْ طَرْفَاءِ الغَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا،فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ، فَجَلَسَ عَلَيْهِ[5] (کچھ لوگ حضرت سہل بن سعدؓ کے پاس آئے اور [حضور ﷺ کے] منبر کے بارے میں پوچھنے لگے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت کے پاس پیغام بھیجا تھا۔۔۔ کہ لکڑی کا کام کرنے والے اپنے غلام سے کہو کہ میرے لیے کچھ لکڑیاں ایسی بنادے کہ جب میں لوگوں کو تبلیغ کروں تو اُس پر بیٹھ سکوں۔ تو اُس عورت نے اُسے حکم دیا کہ وہ جنگل کے درختوں کی لکڑیوں سے بنادے۔ اُس نے وہ [منبر] بنادیا۔ تو عورت نے وہ [منبر] حضور اکرم ﷺ کی طرف بھجوادیا جس کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا تھا۔ پس وہ منبر آپ ﷺ کے لیے رکھا گیا اور آپ ﷺ اُس پر جلوہ افروز ہوئے)۔

استصناع کی شرائط

ثمن سے متعلق شرائط

i. عقدِ استصناع کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ثمن معلوم ہو۔ استصناع میں رقم، قیمتی چیز، جنس یا کسی چیز کی منفعت (جیسے گاڑی چلانا، گھر میں رہنا وغیرہ) یا اُسی مالِ مصنوع کی منفعت کو ثمن کے طور مقرر کیا جاسکتا

4۔ الفقه الاسلامی و ادلّته، ج۵، ص۳۰۷

5۔ صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، کتاب البیوع، باب النجار، ح ۲۰۹۴

ہے۔یعنی تم یہ چیز بنادو پھر اُسے اتنے عرصے تک "اس کی قیمت کے بدلے" میں استعمال کرنااوراس صورت میں ملکیت مستصنع کی ہوگی اور مصنوع سے متعلق سارے خطرات مستصنع کے ہوں گے۔

ii. استصناع میں یہ لازمی نہیں ہے کہ مستصنع عقد کی ابتدامیں ہی مکمل ثمن ادا کرے، بلکہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ آدھی رقم چیز کی حوالگی کے وقت ادا کرے گا۔ سلم اور استصناع میں یہ ایک امتیازی فرق ہے۔

iii. اگر بینک کو کم لاگت برداشت کرنی پڑے یا متوازی استصناع میں صانع سے ڈسکاؤنٹ ملے تو اسلامی بینک کے لیے یہ لازمی نہیں ہے کہ وہ یہ ڈسکاؤنٹ اپنے خریدار کو بھی دے۔اس طرح جو بھی نفع یا نقصان ہوگا وہ اسلامی بینک کا ہوگا۔یعنی اگر اسلامی بینک کو زیادہ لاگت برداشت کرنے کی صورت میں خود ہی نقصان برداشت کرنا پڑے گا[6]۔

iv. صانع کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مستصنع کی طرف سے رقم کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں کسی اضافی رقم کا مطالبہ کرے یا ایسی کوئی شرط رکھے۔کیونکہ عقد طے ہونے کے بعد یہ رقم مستصنع پر دَین بن جاتی ہے جس پر کسی قسم کا اضافہ سود کہلاتا ہے جو کہ حرام ہے۔البتہ اگر مستصنع مقررہ وقت سے پہلے ہی رقم ادا کردے تو اُس صورت میں صانع کی طرف سے اُسے ڈسکاؤنٹ دینا جائز ہے بشرطیکہ یہ ڈسکاؤنٹ عقد کی ابتدا میں مشروط نہ ہو[7]۔کیونکہ دین کا کچھ حصہ چھوڑا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت ابی بن کعبؓ کو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ[8] (اپنے دین کا کچھ حصہ چھوڑدیں) جو کہ انہوں نے چھوڑ بھی دیا۔

v. اگر نامساعد حالات کی بناپر بھی چیز کی قیمت میں کسی قسم کی تبدیلی رونما ہوگی تو اُس میں عرف اور تعامل کا اعتبار ہوگا یا پھر اُس معاملے کے متعلقہ تجربہ کار افراد سے رجوع کیا جائے گا[9]۔

---

[6]۔ آئی اوفی شریعہ سٹینڈرڈ(۲۰۱۰)،استصناع سٹینڈرڈ،دفعہ ۶/۲/۳،ص ۱۸۴

[7]۔ حوالہ بالا،دفعہ ۳/۱/۴،ص ۱۸۵

[8]۔ **صحیح بخاری** ، كتاب الصلواة، باب رفع الصوت في المساجد،ح ۴۷۱

[9]۔ حوالہ بالا،دفعہ ۱/۲/۴،ص ۱۸۵

مصنوع سے متعلق شرائط

i. استصناع کا عقد صرف ان اشیا میں ہو سکتا ہے جو بنائی یا تیار (Manufacture) جاتی ہوں جیسے گاڑیاں، گھر، صابن وغیرہ۔ استصناع کے تحت مثلی اور قیمتی دونوں اشیا آجاتی ہیں۔ یعنی ایسی اشیا بھی آجاتی ہیں جو یکتا قسم کی ہوں اور مارکیٹ میں اُس کا متبادل نہ ہو، مثلاً زید بکر سے ایسی انوکھی چیز تیار کرنے کا کہتا ہے جو صرف اُسی کے لیے ہو اور کسی کے پاس نہ ہو تو یہ استصناع جائز ہے۔ لیکن قدرتی طور پر پیدا ہونے والی اشیا میں استصناع نہیں ہو سکتا جیسے گندم، چاول، سیب، جانور وغیرہ۔ لیکن قدرتی اشیا کو استعمال کر کے اگر کوئی چیز تیار کی جاتی ہو تو اُس میں استصناع کیا جا سکتا ہے جیسے گندم سے تیار کیے جانیوالے بسکٹ، جانور کے گوشت سے تیار کی جانے والی اشیا وغیرہ۔

ii. کسی بھی ایسی چیز پر استصناع نہیں کیا جا سکتا جس کی تعیین ذات کے اعتبار سے کی گئی ہو اس طرح کہ اشارہ کر کے کہے " میں تمہیں کار بنا کر دوں گا"۔ بلکہ وہ اُس کار کی خاصیات اور صفات بیان کر کے معین کرے کہ ان صفات کی حامل کار بنا کر دے گا[10]۔

iii. استصناع کا عقد کرتے وقت چیز سے متعلق سارے امور جیسے نوعیت، مقدار، معیار، رنگ، اوصاف، ڈیزائن وغیرہ طے کرنا لازمی ہے، تاکہ مستصنع اور صانع کے درمیان چیز سے متعلق کسی قسم کا ایسا شُبہ نہ رہے جو بعد میں اُن کے مابین جھگڑے کا سبب بنے۔

iv. چیز کے بنانے میں خام مال کا انتظام صانع خود کرے گا[11]، اور اگر مستصنع فراہم کرے گا تو یہ عقد اجارہ بن جائے گا، کیونکہ اُس صورت میں کاریگر صرف اپنی فنی خدمات دے رہا ہو گا جس کی اُسے اجرت ملے گی۔ اور اُس پر اجارہ کے احکام لاگو ہوں گے۔[12]

---

[10]۔ آئی او فی شریعہ سٹینڈرڈ (۲۰۱۰)، استصناع سٹینڈرڈ، مستندات الاحکام الشرعیہ، ص ۱۵۵

[11]۔ المبسوط، دار احیاء التراث العربی، ج ۱۵، ص ۹۹، المجلة الاحکام، المادہ ۴۲۱

[12]۔ عبدالرحمن بن محمد، مجمع الانهر فی شرح ملتقى الابحر، دار احیاء التراث العربي، ج ۲، ص ۱۰۶

v. ایسی چیز پر استصناع نہیں کیا جاسکتا جو پہلے ہی موجود ہو اور اس طرح متعین ہو کہ صانع یہ کہے کہ " میں تم سے اس خاص گاڑی پر استصناع کرتا ہوں اور بعینہ یہی گاڑی دوں گا"۔ لیکن اگر صانع خود یا کوئی اور وہ چیز پہلے ہی تیار کر چکا ہو اور اُسے اس طرح خاص نہ کیا گیا ہو بلکہ صرف اُس کے اوصاف اور خواص متعین کیے گئے ہوں تو پھر اُس پہلے سے ہی تیار شدہ مصنوع پر استصناع کا عقد کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ استصناع کا عقد صرف اُن اشیا میں ہوتا جن کے اوصاف بیان کیے جاتے ہوں، اُن اشیا میں نہیں کہ جن کی طرف اشارہ کرکے اُن کو متعین کیا جاتا ہو۔[13]

vi. استصناع میں یہ ضروری نہیں ہے کہ جس چیز کی تیاری کا مطالبہ کیا گیا ہے، صانع بذات خود ہی وہ چیز تیار کرے، لیکن اگر مستصنع اس بات کی شرط لگاتا ہے تو پھر صانع کے لیے کسی تیسرے فریق سے اُس چیز کو تیار کرانا جائز نہیں ہوگا۔[14]

vii. مستصنع جس چیز کی تیاری کا کہتا ہے، اگر وہ چیز صانع کے پاس پہلے سے تیار شدہ پڑی ہو تو اُسے وہی چیز دی جاسکتی ہے۔ یا اگر کسی تیسرے فریق کی تیار شدہ چیز صانع کے پاس پہلے سے موجود ہو اور صانع کے بذات خود کام کرنے کی شرط بھی نہ ہو تو وہ چیز بھی مستصنع کو دی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر مستصنع اس بات کی شرط لگاتا ہے کہ وہ چیز صانع کے ہاتھ کی ہی بنی ہو تو پھر صانع کے لیے کسی تیسرے فریق سے اُس چیز کو تیار کرانا جائز نہیں ہوگا۔[15] پہلی صورت میں اس لیے جائز ہے کہ وہاں مستصنع کا مقصد پورا ہو رہا تھا کیوں کہ اُسے چیز کی ضرورت تھی قطع نظر اس کے کہ کس نے اُسے بنایا ہے۔ لیکن آخری صورت میں وہی مقصد صانع کی ذات سے وابستہ ہے[16]۔

13۔ **المجلة الاحکام**، المادہ ۱۵۸

14۔ **آئی اوفی شریعہ سٹینڈرڈ** (۲۰۱۰)، استصناع سٹینڈرڈ، دفعہ ۳/۱/۴، ص ۱۸۲

15۔ حوالہ بالا، دفعہ، ۳/ ۱/ ۵، ص ۱۸۲

16۔ حوالہ بالا، مستندات الاحکام الشرعیہ، ص ۱۵۵

مصنوع کی حوالگی اور اُس میں تصرف سے متعلق شرائط[17]

i. صانع پر لازم ہے کہ طے شدہ خصوصیات کے مطابق اور مقررہ مدت کے اندر اپنے کام کو مکمل کرے اور چیز مستصنع کے حوالے کرے۔ یا اتنی مناسب مدت میں کام کو مکمل کرے جتنی مدت میں اُس نوعیت کے کام مکمل ہو جاتے ہیں۔

ii. عقد استصناع کے وقت یہ شرط بھی لگائی جا سکتی ہے کہ اِتنی خاص مدت کے دوران اُس چیز میں عیب یا اُس کی دیکھ بھال کا ذمہ دار صانع ہو گا یا دیکھ بھال کی ذمہ داری سے متعلق اُس علاقے کے عُرف کو دیکھا جائے گا۔

iii. جب تک چیز مکمل یا جزوی طور پر تیار کر کے مستصنع کے حوالے نہیں کی جاتی، صانع ہی اُس چیز کا مالک متصور ہو گا، کیونکہ چیز کی تیاری میں فراہم کردہ خام مال اور محنت سب کچھ اُسی کا ہے۔ لہذا صانع اگر چاہے تو کسی تیسرے فریق کو بھی وہ چیز فروخت کر سکتا ہے۔ لیکن اگر صانع نے عقد کی ابتدا میں یا عقد کے دوران چیز کی کچھ قیمت وصول کر لی تو صانع وہ چیز مستصنع کے علاوہ کسی تیسرے فریق کو فروخت نہیں کر سکتا۔

iv. اگر صانع چیز بنانے کے بعد اُسے مستصنع کے حوالے کر دیتا ہے، یا مستصنع کے لیے اُس چیز پر قبضہ (حقیقی یا حکمی) کرنا ممکن بنا دیتا ہے، یا مستصنع کے مقرر کردہ کسی نمائندے کے حوالے کر دیتا ہے تو ان تمام صورتوں میں صانع اپنی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔

v. اگر صانع مستصنع کے لیے اُس چیز پر قبضہ (حقیقی یا حکمی) کرنا ممکن بنا دیتا ہے لیکن مستصنع اُس پر قبضہ نہیں کرتا تو اُس صورت میں وہ چیز صانع کے پاس بطور امانت متصور ہو گی۔ لہذا اگر وہ چیز صانع کے پاس اُس کی کوتاہی کے بغیر ضائع ہو جاتی ہے تو وہ ذمہ دار نہیں ہو گا۔

---

[17]۔ یہ حصہ آئی اوفی شریعہ سٹینڈرڈ (۲۰۱۰)، استصناع سٹینڈرڈ سے لیا گیا ہے۔

vi. اگر حوالگی کے وقت چیز طے شدہ اوصاف اور شرائط کے مطابق نہ ہو تو مستصنع کو اختیار ہے چاہے تو وہ چیز لینے سے انکار کر دے اور چاہے تو وہ اُسے قبول کر لے اور یہ اُس کی طرف سے قابلِ تحسین اقدام ہو گا۔ اور فریقین کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ باہم رضامندی سے قیمت میں کمی کر کے چیز کی قبولیت پر مصالحت کر لیں۔

vii. اگر چیز مقررہ مدت سے پہلے تیار ہو جائے تو اُسے مستصنع کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔ اگر مستصنع کسی معقول عذر کی بنا پر مقررہ وقت سے پہلے قبول کرنے سے انکار کر دے تو اُسے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اگر مستصنع کا عذر معقول نہ ہو تو اُسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ چیز قبول کرے۔

viii. استصناع کے عقد میں یہ شرط رکھی جا سکتی ہے کہ چیز کی تیاری کے بعد اگر مستصنع ایک مخصوص مدت تک چیز وصول نہیں کرے گا تو صانع مستصنع کے وکیل کی حیثیت میں اُس چیز کو کسی تیسرے فریق کو فروخت کرے گا اور جو رقم حاصل ہو گی صانع اُس میں سے اپنی قیمت منہا کرے گا اور اگر کچھ رقم باقی بچ جائے تو اُسے مستصنع کے حوالے کرے گا۔ لیکن اگر وہ چیز اتنی کم قیمت پر فروخت ہوتی ہے کہ صانع کی مکمل قیمت وصول نہیں ہوتی تو مستصنع باقی رقم مہیا کرے گا۔

ix. مستصنع چیز پر قبضہ (حقیقی یا حکمی) کرنے سے پہلے اُسے فروخت نہیں کر سکتا۔ تاہم وہ متوازی استصناع کا عقد کر سکتا ہے۔ جس کی تفصیل آگے ہے۔

استصناع میں فریقین کے حقوق

عقد استصناع میں ترمیم

i. استصناع کا عقد طے پا جانے کے بعد صانع اور مستصنع اگر چاہیں تو باہم رضامندی سے عقد میں ترمیم کر سکتے ہیں۔ تاہم کسی بھی ترمیم کے باعث قیمت میں جو تبدیلی آئے گی اُس میں عرف اور تعامل کا اعتبار ہو گا یا پھر اُس معاملے کے متعلقہ تجربہ کار افراد سے رجوع کیا جائے گا۔

ii. مستصنع ایسی ترامیم نہیں کرا سکتا جو کہ صانع کے لیے نامناسب ہوں۔

iii. کسی نامکمل پروجیکٹ کو مکمل کرنے کے لیے بھی استصناع کا عقد کیا سکتا ہے۔اس صورت میں پروجیکٹ کی قیمت کا تعین اُس کی موجودہ صورت حال کو دیکھ کر لگایا جائے گا یعنی کتنا کام ابھی باقی ہے، جس کا اندازہ متعلقہ ماہرین کی رائے سے ہی لگایا جائے گا۔ماہرین سے رجوع کرنے پر آنے والے سارے اخراجات کا ذمہ سابق صانع ہو گا۔

iv. اگر عمارت کی تعمیر کا کام مستصنع کی زمین پر ہو تو مستصنع کے لیے جائز ہے کہ وہ عقد کی ابتدا میں ہی یہ شرط لگا دے کہ اگر صانع نے کام نامکمل چھوڑا تو مستصنع یہ حق رکھتا ہے کہ وہ کسی اور سے کام کو جاری رکھوائے تاکہ ممکنہ نقصان سے بچا جاسکے۔اور اس کے سارے اخراجات صانع کے ہی ہوں گے اور اس کا اطلاق اُسی دن سے ہو گا جس دن صانع نے کام کو چھوڑا ہو گا[18]

v. اگر صانع پروجیکٹ کو مکمل نہ کرسکے اور وہ پروجیکٹ مستصنع کی زمین پر بن رہا ہو تو مستصنع کے لیے لازمی نہیں ہے کہ وہ اُس نامکمل پروجیکٹ کو قبول کرے۔ ہاں اگر پروجیکٹ جاری نہ رکھنے کی وجہ مستصنع خود ہو تو پھر مستصنع پر لازم ہے کہ وہ صانع پروجیکٹ کی موجودہ حالت تک آنے والے اخراجات ادا کرے اور اُس کے حقیقی نقصان کا ازالہ کرے۔ لیکن اگر کام رکنے کی وجہ صانع بذات خود ہو تو پھر مستصنع صرف پروجیکٹ کی موجودہ حالت کی قیمت ادا کرے گا جبکہ اس رکاوٹ کی وجہ سے مستصنع کو جو حقیقی نقصان ہو گا وہ صانع ادا کرے گا۔ لیکن اگر کام میں یہ رکاوٹ دونوں میں سے کسی کی وجہ سے نہ ہو تو پھر مستصنع صرف پروجیکٹ کی موجودہ حالت کی قیمت ادا کرے گا۔اور دونوں خود کو پہنچنے والے نقصان کے خود ہی ذمہ دار ہوں گے[19]۔

---

[18]۔ آئی اوفی شریعہ سٹینڈرڈ (۲۰۱۰)،استصناع سٹینڈرڈ،دفعہ ۲/۲/۴اور ۳/۲/۴ص۱۸۵

[19]۔ حوالہ بالا،دفعہ ۴/۲/۴،ص۱۸۶

شرطِ جزائی کی شق

عقد میں باہم رضامندی سے یہ شرط رکھی جاسکتی ہے کہ اگر صانع نے چیز کی تکمیل اور حوالگی میں مقررہ وقت سے تاخیر کی تو اُسے چیز کی قیمت میں ایک خاص حد تک کمی کرنی پڑے گی۔اِسے عربی میں شرط جزائی کہتے ہیں۔لیکن یہ شرط نہیں رکھی جاسکتی کہ اگر مستصنع قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کرے گا تو وہ ایک مخصوص رقم ادا کرے گا۔کیونکہ یہ ربا ہے۔ جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ مستصنع پر قیمت کی ادائیگی دَین ہوتی ہے،اور دَین پر کسی قسم کی بھی زیادتی ربا ہوتی ہے۔اس لیے مستصنع پر یہ شرط نہیں رکھی جاسکتی[20]۔

رہن/ضمانت

صانع کے لیے جائز ہے کہ وہ مستصنع سے بیعانے (عربون) کے طور پر ایک مخصوص رقم کا مطالبہ کرے کہ اگر عقد مکمل ہوا تو یہ رقم چیز کی قیمت میں شمار ہو گی۔اور اگر عقد منسوخ ہوا تو مستصنع اس رقم کا حق دار ٹھہرے گا۔تاہم شرعی نقطہ نظر سے بہتر یہی ہے کہ عقد منسوخ ہونے کی صورت میں صانع صرف حقیقی نقصان کی مقدار تک رقم کاٹ لے اور بقیہ مستصنع کو واپس کر دے۔ایک ادارہ جو کہ صانع ہو یا مستصنع،اُس کے لیے جائز ہے کہ وہ مستصنع یا صانع سے کسی رہن یا گارنٹی کا مطالبہ کر سکتا ہے تاکہ اُس کے حقوق محفوظ رہیں[21]۔

عقد استصناع کا لزوم

آئمہ ثلاثہ یعنی امام امالکؒ،امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک استصناع در حقیقت مستقل طور پر الگ عقد ہی نہیں ہے بلکہ وہ اسے سلم کے ضمن میں بیان کرتے ہیں اور اس کے لیے سلم کی شرائط کو لازم قرار دیتے ہیں[22]۔کچھ احناف کے نزدیک استصناع سرے سے عقد ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک فریق کی طرف سے فرمائش اور دوسرے فریق کی

---

[20]۔ حوالہ بالا،استصناع سٹینڈرڈ،دفعہ ۶/۷

[21]۔ حوالہ بالا،دفعہ ۳

[22]۔ البدران،کاسب بن عبدالکریم،عقد الاستصناع او عقد المقاوله فی الفقه الاسلامی،ص ۶۰-۶۷

طرف سے اُس فرمائش کو پورا کرنے کا وعدہ ہے، یعنی ایک فریق کہتا ہے کہ مجھے یہ چیز بنا دو دوسرا فریق وعدہ کرتا ہے کہ وہ بنا دے گا۔ لہذا اُن کے نزدیک یہ عقد نہیں اسی وجہ سے کسی بھی فریق پر یہ اس طرح لازم بھی نہیں ہوتا کہ وہ ہر حال میں اسے پورا کرے۔ کوئی بھی فریق استصناع کو جب چاہے منسوخ کر سکتا ہے اور کسی بھی فریق کو استصناع کی تکمیل پر مجبور نہیں کیا جاسکتا[23]۔ جبکہ جمہور احناف کے نزدیک استصناع بیوع کی اقسام میں سے ایک قسم ہے اور عقد ہے۔ جب فریقین عقد پر راضی ہو جائیں تو یہ اُن پر لازم ہو جاتا ہے[24]۔ مجمع الفقہ الاسلامی جدہ نے بھی اپنی قرارداد میں یہ کہا ہے کہ استصناع صرف وعدہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک لازم عقد ہے[25]۔

عقد استصناع میں خیار رویت

احناف میں اس بات پر اختلاف ہے کہ کیا چیز بنوانے والے کے لیے خیارِ رویت ہوگا یا نہیں؟ امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں اُسے خیار رویت حاصل ہوگا کہ جب چیز بن کر تیار ہو جائے تو اُسے اختیار ہوگا کہ چاہے تو قبول کر لے اور چاہے تو لینے سے انکار کر دے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر تو وہ چیز اُن اوصاف اور شرائط کے مطابق بنی ہوئی ہے جو فریقین کے مابین طے ہوئے تھے تو آرڈر دینے والے کو یہ اختیار دینا کہ وہ انکار بھی کر سکتا ہے، دوسرے فریق کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ لیکن اگر وہ چیز اُن اوصاف اور شرائط کے مطابق نہ ہو تو اُس وقت اُسے یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ لینے سے انکار کر دے کہ اُس نے ایسی چیز بنانے کا نہیں کہا تھا۔[26] قاعدہ عموماً یہی ہے کہ جہاں امام اعظم ابو حنیفہؒ اور اُن کے شاگردوں کے مابین کسی مسئلے پر اختلاف ہو تو فتویٰ امام اعظمؒ کے قول پر دیا جاتا ہے لیکن استصناع کے

23۔ حوالہ بالا، ص ۷۷

24۔ مجلة الاحکام العدلیة، دفعہ ۳۹۲

25۔ آئی او فی شریعہ سٹینڈرڈ (۲۰۱۰)، استصناع سٹینڈرڈ، مستندات الاحکام الشرعیہ، ص ۱۵۴

26۔ الفقہ الاسلامی و ادلّتہ، ج۵، ص ۳۰۴

معاملے میں مجلۃ الاحکام العدلیہ کے فقہانے امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ دیتے ہوئے کہا ہے کہ استصناع میں آرڈر دینے والے کو خیار رویت حاصل نہیں ہو گا۔[27]

متوازی استصناع(Parallel Istisna)

فریقین میں سے ہر ایک کے لیے جائز ہے کہ وہ ایک متوازی عقد کرے۔ اگر مستصنع صانع کو اجازت دے کہ وہ مطلوبہ چیز کسی اور سے بھی بنوا کر دے سکتا ہے تو صانع کسی تیسرے فریق کے ساتھ مطلوبہ چیز پر استصناع کا عقد کر سکتا ہے اس عقد کو متوازی استصناع کا عقد کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر مستصنع یہ سوچے کہ وہ چیز کو آگے فروخت کرے گا تو وہ بھی کسی تیسرے فریق کے ساتھ اُس جیسی خصوصیات والی چیز پر متوازی استصناع کا عقد کر سکتا ہے۔ تاہم ذیل میں مستصنع کی طرف سے متوازی استصناع کی مثال کی تفصیل ذکر کی جارہی ہے۔

i. پہلا عقد استصناع طے کرنے کے بعد مستصنع چیز ملنے کی تاریخ سے پہلے، کسی تیسرے فریق کے ساتھ متوازی استصناع کا عقد کر سکتا ہے۔

ii. پہلے استصناع کے مستصنع کی حیثیت متوازی استصناع میں صانع کی ہو جاتی ہے اور تیسرا فریق مستصنع کہلاتا ہے۔

iii. متوازی استصناع میں اُن تمام شرائط اور قواعد کا خیال رکھا جائے گا جو استصناع کے لیے ضروری ہیں۔

iv. متوازی استصناع میں چیز کی حوالگی تاریخ وہی ہو سکتی ہے جو پہلے استصناع کی ہے۔

v. متوازی استصناع میں انہی خواص کی حامل چیز بھی مقرر کی جاسکتی ہے جو پہلے استصناع میں ہوتی ہے، لیکن یہ خاص یا مشروط نہیں کیا جاسکتا کہ متوازی استصناع میں بعینہ وہی چیز دی جائے گی جو پہلے استصناع میں وصول ہو گی۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ کسی حادثے کے سبب پہلے استصناع کی چیز ضائع ہو جائے تو وہ کس طرح متوازی استصناع میں ادا کی جاسکے گی۔

---

[27] - مجلة الاحكام العدليه، ج ا، ماده نمبر ۳۹۲

vi. لیکن اگر پہلے استصناع کی چیز مقررہ وقت پر موصول ہو جائے اور یہ خاص یا مشروط بھی نہ کیا گیا ہو کہ متوازی استصناع میں بعینہ یہی چیز دی جائے گی تو وہ چیز متوازی استصناع کے مستصنع کو دی جا سکتی ہے۔

vii. لیکن اگر پہلے استصناع کی چیز کی حوالگی میں تاخیر ہو جاتی ہے تو اُس کا اثر متوازی استصناع پر نہیں پڑنا چاہیے اور اُس وقت متوازی استصنع کے صانع پر لازم ہو گا کہ وہ اپنا عقد پورا کرے۔

تاہم مندرجہ بالا شرائط کے علاوہ کچھ شرائط ایسی ہیں جو متوازی استصناع کے ساتھ خاص ہیں جن کا خیال رکھا جانا ضروری ہے، تاکہ معاملہ شریعتِ مطہرہ کے اصولوں کے مطابق رہے۔ وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں؛

i. پہلے استصناع کا مستصنع متوازی استصناع کا عقد کسی ایسے تیسرے فریق کے ساتھ کرے گا جس کا صانع کے ساتھ اِس نوعیت کا تعلق نہ ہو کہ صانع اُس کا بزنس میں شریک یا اُس کے بزنس کا مالک ہو اور وہ اس کا تنخواہ دار ملازم ہو۔ کیونکہ یہ ایسے ہی ہو جائے گا گویا کہ صانع نے اپنا مال فروخت کیا پھر متوازی استصناع میں اپنے شریک یا ملازم کے ذریعے وہی مال خرید لیا جو کہ بیع عینہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

ii. پہلے استصناع میں متوازی استصناع کی کوئی شرط بھی نہ لگائی گئی ہو۔ اور نہ ہی متوازی استصناع کو پہلے استصناع کے ساتھ اس طرح نتھی کیا گیا ہو کہ جب پہلے استصناع سے چیز موصول ہو گی تو متوازی استصناع میں ادا کی جائے گی۔ یعنی دونوں عقد الگ الگ بنیادوں پر طے ہونے چاہییں[28]۔

متوازی استصناع کا یہ عقد پہلے استصناع کا صانع بھی کر سکتا ہے، تاکہ وہ مقررہ وقت پر مطلوبہ چیز کا اہتمام کر سکے اور استصناع کا معاہدہ مکمل کرے۔ یہ صانع متوازی استصناع میں مستصنع بن جائے گا۔ اس میں بھی مندرجہ بالا تمام شرائط کا خیال کیا جائے گا تاکہ معاملات شریعت مطہرہ کے مطابق رہیں۔ یعنی صانع متوازی استصناع کا عقد کسی ایسے تیسرے فریق سے کرے گا جس کا مستصنع سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہو گا، استصناع اور متوازی استصناع دو الگ الگ عقود ہوں گے۔ تاہم اس تعلق سے مراد خونی رشتے نہیں ہیں، بلکہ کاروباری تعلق مراد ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

28۔ آئی او فی شریعہ سٹینڈرڈ (۲۰۱۰)، **استصناع سٹینڈرڈ**، دفعہ ۷، ص ۱۸۸

اسلامی بینکاری میں استصناع کا استعمال

اسلامی بینکوں میں استصناع کا طریقہ تمویل تاجروں، بالخصوص ان صنعتی اداروں کو سرمایہ فراہم کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جن کو سامان تجارت کی صنعت اور فروخت سے متعلق اخراجات کے لیے سرمایہ درکار ہوتا ہے۔ استصناع کی تمویلی سہولت کے تحت بینک گاہک کو کوئی مخصوص چیز بنانے کا آرڈر کرتا ہے اور اس کی قیمت کی ادائیگی معاہدے کے وقت گاہک کو کر دیتا ہے۔ گاہک مال تیار کرنے کے بعد بینک کو اس مال کا قبضہ فراہم کرتا ہے۔ قبضہ ملنے کے بعد بینک اس مال کو خود یا کسی وکیل (جو کہ گاہک بھی ہو سکتا ہے) بازار میں نفع رکھ کر فروخت کر دیتا ہے۔ استصناع کے تحت تمویلی سہولت میں ربا شامل نہیں ہوتا، کیونکہ بینک قرض دے کر اس کے اوپر نفع کمانے کے بجائے کوئی مال تیار کروا کر اور پھر اس کو فروخت کر کے اس پر نفع کماتا ہے۔

اسلامی بینکوں میں استصناع کا استعمال مختلف مقاصد کے لیے ہوتا ہے، جیسے مشینری کی تیاری، ہوم فنانسنگ وغیرہ۔ تاہم یہاں پر ہوم فنانسنگ کی مثال ذکر کی جاتی ہے۔ اجارے میں جس طرح کلاینٹ گھر کی سہولت لینے کے لیے اسلامی بنک کے پاس جاتا ہے تو اسلامی بنک اپنے کلاینٹ کے لیے گھر خرید لیتا ہے اور پھر اس کو اجارے پر دے دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح استصناع میں جب کلاینٹ بنک کے پاس ہوم فنانسنگ کی غرض سے جاتا ہے تو وہ اسلامی بینک سے درخواست کرتا ہے کہ مجھے اس قسم کا گھر یا اس نقشہ کے مطابق گھر چاہیے۔ تو اسلامی بنک اُس کے ساتھ استصناع کا عقد کرتا ہے اور پھر گھر کی تعمیر کے لیے متوازی استصناع کا عقد کرتا ہے۔ ایک طرف بنک اپنے کلاینٹ سے یہ عقد کرتا ہے کہ وہ اس کو اس کے مطلوبہ نقشہ کے مطابق گھر بنا کر دے گا تو دوسری طرف بنک ایک معمار یا ٹھیکہ دار سے عقد استصناع کرتا ہے کہ تم میرے لیے ایک گھر تعمیر کرو گے۔ اور اس کا خرچہ بنک ادا کرتا ہے جب گھر کی تعمیر مکمل ہو جاتی ہے تو بنک وہ گھر اپنے کلاینٹ کو دے دیتا ہے اور اس سے رقم قسطوں کی شکل میں لیتا رہتا ہے۔ اس کو متوازی استصناع کہتے ہیں۔ یہ دونوں عقد ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔

اسلامی بینک استصناع کو مختلف اثاثوں کی تیاری کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں، جیسے عمارتیں، سڑکیں، ہوائی جہاز، بحری جہاز، ڈیم، پاور سٹیشن، گاڑیاں وغیرہ۔ ایسی انڈسٹریوں میں بھی استصناع کا استعمال کیا جاسکتا ہے جہاں فروخت کے آرڈر ایڈوانس وصول کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ درج ذیل شعبہ جات میں بھی استصناع کا استعمال کیا جاسکتا ہے:

i. شعبہ تعمیرات، یونیورسٹیاں، اسکول، کالج، اپارٹمنٹ۔
ii. رہائشی/کمرشل عمارتوں کی تعمیر، شاپنگ مال
iii. ترقیاتی امور کے پروجیکٹس، شاہرائیں، ڈیم، ائیرپورٹس
iv. آئی۔ٹی کی صنعت جیسے لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، موبائیل
v. شعبہ زراعت میں نہروں کی تعمیر، اثاثہ جات کی تمویل، ٹیوب ویل، ٹریکٹر، اسپرے مشینیں

استصناع میں موجود ممکنہ خطرات اوراُن میں کمی کے طریقے

عام طور پر استصناع میں خطرات کو کم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جاتے ہیں:

1 اگر اسلامی بینک کسی فرد/ کمپنی سے کسی چیز پر استصناع کا معاہدہ کرتی ہے اور کچھ رقم پیشگی ادا کرتی ہے تو اُس صورت میں اسلامی بینک کے لیے یہ خطرہ موجود ہے کہ اُس فرد/ کمپنی کی طرف سے عدم کارکردگی کی صورت میں اسلامی بینک کے پاس یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ اُس چیز کی تیاری کے خام مال پر قبضہ کر کے اپنی ادا کی گئی رقم وصول کرے۔ اس خطرے کو کنٹرول کرنے کے لیے اسلامی بینک اُس فرد/ کمپنی سے ضمانت طلب کر سکتا ہے جسے بعد میں فروخت کر کے اپنی رقم وصول کر سکتا ہے۔

2 متوزی استصناع میں یہ ممکن ہے کہ صانع مقررہ وقت پر چیز تیار نہ کرے۔ اس صورت میں اسلامی بینک کو بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ اس خطرے کا تدارک کرنے کے لیے اسلامی بینک استصناع کے عقد میں شرط جزائی کی شق شامل کر سکتا ہے۔

3 استصناع کے تحت ملنے والے اثاثے کو قبضے سے قبل فروخت کرنا جائز نہیں۔اس صورت میں اسلامی بینک کو یہ خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ مستقبل میں اثاثے کی قیمت اور اُس کی مارکیٹنگ متاثر ہو سکتی ہے۔اس خطرے کے پیش نظر اسلامی بینک کو یہ اجازت ہے کہ وہ پیشگی طور پر کسی تیسرے فریق سے یہ وعدہ لے کہ مستقبل میں وہ تیسرا فریق اثاثہ خریدے گا۔ یا کسی تیسرے فریق کو مستقبل میں اثاثے کی فروخت اور مارکیٹنگ کا وکیل بھی بنا سکتا ہے۔

4 اسلامی بینک کو یہ خطرہ بھی لاحق ہوتا ہے کہ صانع اُسے طے شدہ معیار سے کم تر معیار کی چیز نہ بنادے۔اس صورت میں اسلامی بینک صانع سے معیار کی ضمانت لے سکتا ہے۔

خلاصہ بحث

جدید اسلامی بنکاری اور مالیاتی نظام روز بروز ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔مختلف اسلامی طرق ہائے تمویل کے ذریعے افراد کی تجارتی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ معیشت کی پیداروار ی صلاحیت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔اس باب میں استصناع کا طریقہ نہایت اہمیت کا حامل قرار پاتا ہے کیونکہ پیداواری عمل میں اس کا بہت زیادہ اور کلیدی کردار ہے۔اس عقد کے تحت جہاں تاجر کی مالی ضرورت پوری ہوتی ہے وہیں خریدار کی من پسند مطلوبہ چیز بھی اسے مل جاتی ہے جو وہ کسی دوسرے عقد کے ذریعے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ حکومتی سطح پر اگر اس عقد کے ذریعے بڑے بڑے تعمیراتی پروجیکٹ شروع کیے جائیں تو اس سے نہ صرف روزگار میں اضافہ ہو گا بلکہ معاشی معاملات بھی اسلامی اصولوں کی جانب گامزن ہوں۔